## جامعہ کراچی کے آخری ایمریٹس

# پروفیسر ڈاکٹر ریاض الاسلام (مرحوم)

ڈاکٹر محمد شکیل اوج

معروف مؤرخ ڈاکٹر ریاض الاسلام مختصر علالت کے بعد ۱۳ اگست ۲۰۰۷ء بروز پیر، اللہ کو پیارے ہوگئے۔ انتقال کے وقت ان کی عمر اٹھاسی (۸۸) سال تھی۔ بطور پروفیسر، وہ کراچی یونیورسٹی کے شعبۂ تاریخ سے گزشتہ کئی دھائیوں سے وابستہ تھے۔ جامعہ کے یہ آخری ایمریٹس (Emertaus) پروفیسر تھے۔ ڈاکٹر صاحب ۳۰ دسمبر 1919ء کو رامپور (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ علیگڑھ یونیورسٹی میں اپنے زمانۂ طالب علمی میں انہوں نے تاریخ سے بے پناہ رغبت کے باعث اس میں کچھ کرنے کا داعیہ اپنے اندر محسوس کیا اور یہی "داعیہ" پھر ان کی پہچان بن گیا۔ وہ تاریخ کے مضمون میں ڈبل پی ایچ ڈی ہوئے۔ پہلا پی ایچ ڈی 1946ء میں علی گڑھ سے کیا، جب کہ دوسرا 1956ء میں کیمبرج یونیورسٹی سے جہاں ان کے مقالے کا عنوان تھا۔

**"Diplomatic relations between the Mughal Emperors of India and the Safawid Shahs of Iran"**

ڈاکٹر صاحب نے کراچی یونیورسٹی کا ہسٹری ڈپارٹمنٹ 1953ء میں بحیثیت ایسوسی ایٹ پروفیسر جوائن کیا۔ غیر ملکی جرنلز میں ریسرچ آرٹیکلز کے علاوہ انہوں نے متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ جن میں Sofism in South Asia کے زیر عنوان بہت عمدہ اور اعلیٰ تحقیقی معیار کی حامل کتاب لکھی۔ اس کتاب کے تعلق سے راقم کو ڈاکٹر صاحب سے براہ راست گفتگو کا شرف بھی حاصل ہوا۔ گو ڈاکٹر صاحب سے بہت کم ملاقاتیں رہیں، پہلی ملاقات اس وقت ہوئی، جب میری ایک اسٹوڈنٹ (شیما ربانی لیکچرار گورنمنٹ کالج کراچی) کے پی ایچ ڈی کے عنوانِ مقالہ پر بی اے ایس آر (بورڈ آف ایڈوانس اسٹڈیز اینڈ ریسرچ) نے رفع اعتراض کے لئے ایک کمیٹی بنائی اور بحیثیت سپروائزر مجھے پابند کیا کہ میں ڈاکٹر ریاض الاسلام کی مشاورت سے یہ کیس بی۔ اے۔ ایس۔ آر کو دوبارہ ... بس اور یہی وہ موقع تھا، جب میں پہلی بار ڈاکٹر صاحب سے ملا اور تصوف کے موضوع پر ڈاکٹر صاحب ۔ یہ تذکرۃ الصدر کتاب کا پتہ





چلا۔ عنوان مقالہ جات کی تعیین پر ڈاکٹر صاحب کا کہنا تھا کہ عنوان کا تعین کرتے وقت دیکھ لینا چاہئے کہ موضوع کی وسعت اور گہرائی کتنی ہے؟ نیز وسعت و گہرائی میں تناسب کیا ہے؟ ان میں اگر کسی بھی ایک چیز کو نظر انداز کیا جائے تو اسے تحقیق کا عنوان نہیں بنانا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ تحقیق کار کو محدود دائرے میں کام کرنے کا موقع دینا چاہئے تاکہ وہ صحیح معنی میں تحقیق کر سکے۔ ان کا کہنا تھا کہ دائرۂ تحقیق کو بلاوجہ پھیلانے سے تحقیقی عمل متاثر ہوتا ہے۔ یہ مشاورت یقیناً اہم تھی، کیونکہ میری اسٹوڈنٹ کا عنوان تھا۔ "تاریخ اقوام و مذاہب کی روشنی میں تصورِ تصوف" اور اس عنوان پر ڈاکٹر صاحب کو یہی اعتراض تھا کہ وہ بہت پھیلا ہوا ہے، اسے محدود کیا جائے، چنانچہ ڈاکٹر صاحب کی رہنمائی کے بعد اب وہ عنوان، اس عنوان میں تبدیل ہوگیا۔ "تاریخ اسلام کی روشنی میں تصوف کا ارتقاء"۔ یعنی یہ بالخصوص اور ایسا محدود ہوگیا۔

ڈاکٹر صاحب نے سندھ کی تاریخ بھی لکھی ہے۔ جس میں خطے کی متحرک ثقافت اور تواتر سے منتقل ہونے والی وراثت کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے یہ واضح ہو کہ چھٹی، ساتویں اور آٹھویں جماعتوں کے لئے ۸۰ اور ۹۰ کی دھائیوں میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کی کتاب "تاریخ ہند و پاک" شامل نصاب رہی ہے۔ 1979ء میں ڈاکٹر صاحب کی ایک تحقیق اور منظر عام پر آئی۔ جو ایران میں کی گئی تھی اور عنوان تھا۔

A Calendar of Documents on INDO-PERSIAN reliations
( 1500 - 1750 )

اس کتاب کی پہلی جلد راقم کے پاس موجود ہے جو بڑے سائز کے 511 صفحات پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر صاحب تاریخ کے کثیر اللسان محقق جانے جاتے تھے۔ اور Ku's Insitute of Central and West Asian Studies کے بانیوں میں سے تھے اور تاحیات سیکریٹری بھی۔ ان کے انتقال پر نہ صرف جامعہ کراچی بلکہ ان کے مضمون سے وابستہ پاکستان کا تمام علمی حلقہ سوگوار ہے۔ 14 اگست 2007ء کو بعد نماز ظہر، جامع مسجد ابراہیم (جامعہ کراچی) میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور جامعہ کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

---

**نام کتاب: تفہیم المسائل جلد سوئم**
**تحقیق وتصنیف: پروفیسر علامہ مفتی منیب الرحمن**
**سن اشاعت: اپریل 2007**
**صفحات: 502، قیمت: -/250 روپے**
**ناشر: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور**

مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے چیئرمین اہلسنت کے ہزاروں مدارس کے امتحانی بورڈ تنظیم المدارس کے صدر اور اس مکتبہ فکر کی جماعتوں اور تنظیموں کی رہبر کونسل کے سربراہ کی حیثیت سے پروفیسر علامہ مفتی منیب الرحمن صاحب کی مصروفیات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے، پھر بحیثیت دارالعلوم نعیمیہ میں کل وقتی اور سفیر اسلام ومبلغین اندرون وبیرون ملک کے سفر مختلف مسائل ومعاملات پر سرکاری غیر سرکاری، مسلم غیر مسلم وفود، افراد اور تنظیموں سے بحث وتمحیص جیسی اضافی مصروفیات کے باوجود قلم بدست رہنا اور 502 صفحات پر مشتمل تفہیم المسائل کی تیسری جلد کا عوام وخواص کو تحفہ دینا لائق تحسین ہے۔ مفتی صاحب کی شخصیت قدیم وجدید علوم کا حسین امتزاج ہے، اغیار واغیار اہل علم ان کی اصابت رائے، مسائل میں گہری نظر اور علمی وفکری صلاحیتوں کے قلب کی گہرائیوں سے معترف ہیں اور یہ توقع رکھتے ہیں کہ مفتی صاحب تفسیر سورۂ نساء کی طرز پر انشاء اللہ قرآن مجید کی مکمل تفسیر کا تحفہ ملت اسلامیہ کو ضرور عنایت فرمائیں گے۔

تفہیم المسائل کی یہ تیسری جلد تیرہ ابواب اور تیرہ ہی متفرق مسائل کے تفصیلی اور محققانہ جوابات پر محیط ہے، اس میں روایتی مسائل کے جوابات بھی ہیں اور ارتقاء پذیر عہد کی پیداوار جدید مسائل کے جوابات بھی۔ نیز بعض ایسے مسائل کہ جن کے بارے میں فقہ کے بنیادی ماخذ خاموش ہیں ان کے تفصیلی جوابات بھی ہیں، روایتی اور درایتی تمام مسائل وجوابات کا احاطہ تو ناممکن ہے البتہ چند ایک کا اشاریہ پیش خدمت ہے۔

کتاب العقائد میں، غیر صحابی کیلئے رضی اللہ عنہ کہنے کے جواز پر قرآنی آیات، روایات اور اقوال فقہاء کے ذخیرہ سے مدلل جواب تحریر فرمایا ہے اور نتیجہ میں فرمایا ہے کہ رضی اللہ عنہ، رحمۃ اللہ علیہ، رحمہ اللہ تعالیٰ، غفر اللہ لہ، غفر لہ، عفا اللہ عنہ اور عفی عنہ جیسے کلمات اللہ کے مکرم ومقرب بندوں کیلئے ڈگریاں نہیں بلکہ یہ کلمات دعاء ہیں۔ البتہ صحابہ کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعزازات وانعامات ہیں لہٰذا صحابی، غیر صحابی کیلئے یہ کلمات بلاتفریق کہے اور لکھے جاسکتے ہیں۔

اسی طرح کتاب الصلوٰۃ میں ہر بڑے اور گنجان آباد شہر میں نمازیوں کو درپیش ایک اہم مسئلہ کی





عقدہ کشائی کی گئی ہے کہ چھوٹی سی جگہ پر تعمیر شدہ کئی منزلہ مسجد میں جب امام فرسٹ یا سیکنڈ فلور پر امامت کے فرائض انجام دیتا ہے اور نمازی گراؤنڈ فلور پر شریک جماعت ہوتے ہیں تو امام کے تفوق اور نمازیوں کی سطحیت میں واضح تفاوت سے اقتداء جائز ہے یا نہیں؟ تو مفتی صاحب نے اپنی تحقیق انیق سے نمازیوں کی شرکت جماعت کو جائز قرار دیا ہے اسی طرح نماز قصر کے حوالے سے دو سوالات کے جوابات اسلاف کی معاونت میں مگر انداز جدید میں اس طرح دیئے گئے ہیں کہ ہر مسافر آسانی مسافت قصر کا تعین کرسکتا ہے۔ یعنی مسافت قصر اٹھارہ فرسخ کو پہلے گزوں، میلوں اور پھر کلومیٹر میں بتا کر جہاں مفتی نظام الدین شامزئی کے پیدا کردہ ابہام کو دور کیا گیا ہے وہاں حیدرآباد کے جس مفتی نے 92 کلومیٹر کو مسافت قصر قرار دیا تھا، اسے بھی غیر صحیح قرار دے کر صحیح مقدار تحریر کردی ہے جو کہ یہ ہے 54 میل شرعی جو ایک لاکھ آٹھ ہزار گز یعنی انگریزی اکسٹھ میل دو فرلانگ بیس گز ہیں اور یا اٹھانوے اعشاریہ سات تین چار (98.734) کلومیٹر کے برابر ہے۔ تفہیم مسئلہ میں یہ جدید طریقہ اجتہاد کی ایک شاخ ہے جس پر مفتی صاحب کو یدطولیٰ حاصل ہے۔۔۔۔۔ اسی باب میں ایک اور اہم مسئلہ بھی موجود ہے جو حالات حاضرہ کے تناظر میں زبان زد عام وخاص ہے یعنی بغیر لیز یا الاٹمنٹ کے سرکاری زمین پر مسجد کی تعمیر اور اس کی شرعی حیثیت؟ مفتی صاحب نے جو مدلل فتویٰ جاری فرمایا ہے وہ ان کی فقاہت اور بالغ نظری پر شاہد ہے کہ گورنمنٹ خود کوئی ہاؤسنگ سوسائٹی قائم کرتی ہے یا پرائیویٹ سیکٹر کو ہاؤسنگ سوسائٹی کیلئے زمین مہیا کرتی ہے مگر دونوں صورتوں میں مسجد کیلئے کوئی جگہ نہیں رکھی، پھر ان سوسائٹیز کے مکینوں نے کسی بھی خالی جگہ پر مسجد قائم کرلی، بعد ازاں سرکار نے اپنے نقشہ جات یا لے آؤٹ پلان میں اس جگہ پر مسجد دکھا دی تو وہ جگہ مسجد کیلئے مختص شمار ہوگی چاہے گورنمنٹ سوسائٹی کو مسجد کی جگہ لیز یا الاٹمنٹ جاری کرے یا نہ کرے، ایسی مسجد میں نماز جائز ہے۔ ایسی مسجد کو ختم کرنا یا شہید کرنا درست نہیں۔

اسی طرح کتاب الجنائز میں بھی ایک اہم فتویٰ ہے کراچی میں میسی گری قبرستان میں سینکڑوں قبروں میں مدفون مرحومین کے ورثاء اس فتویٰ سے مدد حاصل کرسکتے ہیں، مفتی صاحب نے میت کی باقیات کو قبر سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرنے کے حوالے سے احادیث مبارکہ اور اقوال فقہاء کی روشنی میں یہ ثابت فرمایا ہے کہ مسلمان کی قبر کو کھودنا سخت حرام ہے، اسلامی سلطنت ہو تو ایسا شخص مستحق تعزیر ہے کیونکہ انتقال میت حرام ہے، اگر متعلقہ محکموں کے لوگ طاقت کے بل پر قبروں کو بلڈوز کرنا چاہیں تو بھی بلڈوز کرنے سے قبل قبر کو کھودنا اور باقیات میت کو نکال کر منتقل کرنا درست نہیں ہے۔

ساتویں باب کتاب الحج میں بھی ایک اہم ترین مسئلہ یعنی خواتین کا بغیر محرم کے سفر حج کا ایسا مد